ہر جگہ اپنی توفیق کے مطابق کام شروع کریں۔ اگر دعا کریں گے تو بسا اوقات اللہ کے فضل سے ٹوٹے ہوئے کام بن جائیں گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 / جون 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

انشاء اللہ کل میرا ایک بیرونی سفر ہے اور اس کے غالباً تین ہفتے تک میں پھر واپس یہاں آؤں گا۔ اس سلسلے میں جماعت انگلستان کو خصوصیت کے ساتھ یہ تحریک ہے کہ جن نیک کاموں پر میں آپ کو جاری کر کے جا رہا ہوں ان کو جاری رکھیں اور میری عدم موجودگی کا وہ احساس نہ ہو جو کام میں سستی پیدا کرتا ہے بلکہ عدم موجودگی کا احساس بسا اوقات محبت کرنے والوں کے درمیان ایک غم کا جذبہ پیدا کرتا ہے جو غم کو ابھارتا ہے کم نہیں کیا کرتا۔ پس پہلا پیغام تو آپ کو یہ ہے یا آخری پیغام جانے سے پہلے کا کہ اس عرصے میں ان سارے کاموں کو جن کی طرف گزشتہ خطبے میں توجہ دلائی تھی جاری رکھیں اور محنت اور خلوص اور محبت کے ساتھ اس رنگ میں جاری رکھیں کہ جب میں واپس آؤں تو کچھ بہتر دیکھنے میں نظر آئے، محسوس ہو کہ فرق پڑ چکا ہے اور یہ جماعت وہ نہیں رہی جو اس سے پہلے تھی یعنی نیکیوں میں بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔

درحقیقت یہی پیغام دنیا کی سب جماعتوں کو بھی ہے اور یہ میں بہر حال ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت کے Response یعنی جماعت نے جو ردعمل دکھایا خطبے کا اس کے متعلق عمومی خوشنودی کا اظہار کروں۔ اس قدر تیزی سے مجھے ہر طرف سے دنیا سے خط ملے ہیں فیکسز کے ذریعے

بھی، پھر پیغام فونوں کے ذریعے بھی ملے اور بعض جماعتوں کے نمائندے پہنچے اور ان سب نے بلا استثنیٰ اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس خطبے سے پہلے جہاں تک ہماری توجہ کا تعلق ہے بہت سے خلاء تھے جس طرف نظر نہیں جایا کرتی تھی اور ان خلاؤں کی موجودگی میں تیز رفتاری سے کام آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اب اس خطبے کو سن کر ہم نے فوری طور پر توجہ کی ہے تو اب محسوس ہوا ہے کہ بہت بڑا کام ہے، یعنی توجہ دینا بھی ایک بہت بڑا کام ہے اس توجہ کے بہتر نتائج پیدا ہونا یہ بعد کی باتیں ہیں۔

چنانچہ بعض نے لکھا ہے کہ ہم نے اس خطبے سے جو نوٹس تیار کئے، تو آپ کے ذہن میں تو شاید یہ نہ ہوں کہ آپ کتنی باتیں کہہ گئے ہیں، مگر جب ہم نے نوٹس تیار کئے ہیں تو پتا چلا کہ پورا بھاری پروگرام ہے جس کے لئے ہمیں ہمہ تن، ہمہ وقت مصروف ہونا ہوگا اور اللہ کے فضل سے ہم ہو رہے ہیں اور ہو چکے ہیں۔ اس پہلو سے بعض لجنات کی رپورٹیں بہت ہی خوشکن ہیں اور بہت دلچسپ بھی۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے نومبائعات کی طرف پہلے ویسی توجہ نہ دی تھی جیسے اس خطبے میں خصوصیت سے کہا گیا ہے کہ ان کو فوری طور پر داعی الی اللہ بناؤ یعنی جو خواتین ہیں ان کو داعیات الی اللہ بناؤ۔ تو اس ایک ہفتہ کے اندر اندر جو فیکس مجھے کل ملی ہے یا خط جو کل ملا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ اتنی عمدگی کے ساتھ نومبائعات نے تحریک میں حصہ لیا ہے کہ وہ لجنہ کی صدر لکھتی ہیں کہ بہت سی جگہوں وہ پرانی پیدائشی احمدی خواتین سے آگے بڑھ گئی ہیں اور اپنے گردو پیش میں انہوں نے ایک تہلکہ مچا دیا ہے اور بڑے زور سے آواز اٹھا رہی ہیں کہ اگر تم نے جینا ہے، اگر زندہ رہنا ہے تو آؤ احمدیت کے پیغام کی طرف آؤ ورنہ دنیا میں اور کوئی زندگی نہیں ہے۔

پس اس قسم کے جو خطوط مل رہے ہیں اور جیسا کہ اس صدر لجنہ نے جو بڑی حکمت سے کام کرنے والی ہیں اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے، صاف پتا چل رہا ہے کہ اس میں کوئی فرضی باتیں نہیں بعینہ حقیقت کی باتیں کی جا رہی ہیں اور ٹارگٹس ہر طرف مقرر کر دیئے گئے ہیں اور آخر پر ان کا یہ فقرہ توجہ کے قابل ہے، بہت سے پوائنٹس ہیں جو میں تفصیل سے یہاں بیان نہیں کر سکتا، مگر آخر پہ کہتی ہیں کہ جو آپ نے اصلاح وارشاد کے متعلق لائبریری، یعنی آڈیو وڈیو کیسٹس وغیرہ کی، بنانے کے لئے کہا تھا اس کی طرف بھی اب ہم بھر پور توجہ دے رہی ہیں۔ چنانچہ آخر ستمبر تک انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے دفاتر کو جو اصلاح وارشاد سے تعلق رکھتے ہیں بارود اور اسلحہ سے پوری طرح بھر دیا جائے گا۔ آج کے بعد

داعیات کو یہ کہنے کا موقع نہیں ملے گا کہ کہاں جائیں، کیسے کام کریں۔

چنانچہ یہ وہ اہم فریضہ ہے جس کے متعلق چند اور باتیں میں آپ سے کہنی چاہتا ہوں اور اس کے بعد پھر کچھ اور باتیں، جب تک خطبے کا وقت اجازت دے گا۔ یہ جو بارود خانہ بنانا ہے یہ ایک کام ہے اور بارود خانے کا تفصیلی تعارف کروانا ایک دوسرا کام ہے۔ عام طور پر لائبریریاں بنا دی جاتی ہیں مگر سوائے اس اتفاقی جانے والے کے جو کبھی لائبریری میں جا کر کتابیں الٹتا پلٹتا ہے دیکھتا ہے کہ کیا ہے، عام طور پر لوگوں کو پتا نہیں ہوتا کہ ان لائبریریوں میں کیا خزانے مدفون ہیں۔ چنانچہ آپ تجربتہً اپنے علاقے کی کسی لائبریری میں گھس کے دیکھیں اور وہ جو ان کے رجسٹر پڑے ہوئے ہیں ان کو دیکھیں یا کارڈز کا مطالعہ کریں یا گیلری میں پھریں اور کتابوں کے چہرے دیکھیں، اس وقت آپ کو پتا چلے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ آپ یہ سمجھیں گے کہ ہم نے تو اپنی عمر ضائع کر دی، بڑے مزے کی باتیں تھیں، بہت سے خزانے مدفون تھے جن کی طرف ہماری کبھی نگاہ گئی ہی نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی اس کا یہی مطلب تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار
(درثمین اردو: 147)

کہ یہ خزائن تو تھے ہی، پہلے بھی تھے یعنی خدا کی باتیں اور خدا کے کلام کی تشریحات، یہ باتیں تو انبیاءؑ کے زمانے سے ہمیشہ سے وہی چلی آ رہی ہیں لیکن جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آنے والا مہدی خزانے بانٹے گا اور اس کثرت سے بانٹے گا کہ لینے والے کہیں گے بس بہت ہو گیا، ہمارے گھر بھر گئے، اب مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں رہی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی میری ذات میں پوری ہوئی ہے، یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں، کہ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں انہیں بانٹ رہا ہوں اور تقسیم کر رہا ہوں۔

پس اے جماعت احمدیہ تم ہو وہ جس نے یہ خزانے بانٹنے ہیں۔ ان خزانوں کو بانٹنے سے پہلے لوگوں کو علم تو ہونا چاہئے کہ خزانے ہیں کیا۔ ورنہ قرآن کریم نے انہی خزانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے

اور یہ حدیث جہاں تک میرا ایمان ہے اسی آیت سے تعلق رکھتی ہے۔ وَ اِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَ نَاٰبِجَانِبِہٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ کَانَ یَـُٔوۡسًا (بنی اسرائیل :84) کہ جب بھی ہم انعام تقسیم کرتے ہیں تو لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں اور اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں۔ تو ایک ہی خزانہ ہے جس کی طرف پیٹھ پھیری جاتی ہے جس سے بے اعتنائی کی جاتی ہے وہ اللہ کا انعام ہے جو نبوت کی صورت میں نازل ہوتا ہے اور روحانی انعامات کی صورت میں جاری کیا جاتا ہے۔

پس وہ علماء جو یہ سمجھتے ہیں کہ مہدی آئے گا اور دنیاوی خزانے بانٹے گا، بڑی بے وقوفی میں مبتلا ہیں۔ کبھی خدا کا کوئی بندہ دنیاوی خزانے بانٹنے نہیں آیا بلکہ جب بھی آیا ان کے روپے پیسے کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین کرتا ہوا آیا۔ جو امیر تھے بظاہر وہ غریب ہوگئے مگر ان کے دل ان روحانی خزانوں سے بھر گئے جن کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ملتا ہے اور جس کے متعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور ان معنوں میں یہ آیت آئندہ کی خبر دینے والی ہے اِذَا کا مطلب ایک تو عمومی استمرار کے معنوں میں ہوا کرتا ہے یعنی جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے خزانے بانٹے جاتے ہیں تو لینے والے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ دوسرا مستقبل کے متعلق بھی بعینہٖ یہی طرز بیان ہوگا لفظ اِذَا کا معنی یہ ہوگا کہ آئندہ ایسا ہوگا، جب بھی ہوگا کہ خدا کی طرف سے خزانے بانٹے جائیں گے۔ اَعۡرَضَ وَ نَاٰبِجَانِبِہٖ تو انسان جس کی خاطر یہ بانٹے جا رہے ہوں گے وہ اعراض کرے گا، منہ پھیر لے گا اور ایک پہلو میں ہٹ جائے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے نتیجے میں اسے ضرور گزند پہنچے گا، ضرور تکلیف ہوگی۔ وَ اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ کَانَ یَـُٔوۡسًا وہ خزانے لینے سے انکار کرے گا اور پھر جب اس کو شر پہنچے گا تو وہ بہت مایوس ہو جائے گا۔ وہ کہے گا اب تو ہمارے جینے کے کوئی سامان دکھائی نہیں دیتے، ہر طرف سے ہلاکت نے گھیر لیا ہے۔ تو جہاں تک خزانوں کے اکٹھا کرنے کا تعلق ہے، ان کی تقسیم کا تعلق ہے اس سلسلے میں اب چند باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کا تعلق اسی آیت کریمہ سے ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے آج اس زمانے میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے، اس شان کے ساتھ کہ اس سے پہلے اس طرح یہ پوری ہوتی کبھی دکھائی نہیں دی تھی

اور خزانے وہی ہیں، بانٹنے والا ہاتھ وہی ہے، مگر ہمارے ذریعے اب اس کام کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آگے بڑھایا جائے گا اور ساری دنیا میں پھیلایا جائے گا۔

تو پہلی بات تو یہ ضروری ہے کہ اس لائبریری کے متعلق پتا تو چلے کہ ہے کیا کیا۔ پس جب آپ کیسٹس اکٹھی کریں گے جب آپ آڈیو وڈیو اور کتب، رسائل اکٹھے کریں گے تو جو اکٹھے کرنے والے ہیں ان کا فرض ہے کہ پڑھیں خود اور دیکھیں اور سنیں اور اپنے ذہن میں ان باتوں کی یادداشت محفوظ کریں اور جو کچھ ان کے متعلق تعارف لائبریریوں میں ہونا چاہئے وہ ان کے ان تاثرات کا تعارف ہونا چاہئے جو پڑھنے، دیکھنے اور سننے کے بعد ان کے دلوں پر جاری ہوتے ہیں۔ ورنہ ہمارے یہاں بہت سے محنت کرنے والے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسے ہیں اور باہر کی دنیا میں بھی ہیں جنہوں نے تمام آڈیو وڈیو، سوال جواب، مجالس، یہ وہ جب سے میں یہاں آیا ہوں اس سے لے کر اب تک سب کا ریکارڈ مکمل کر لیا ہے اور صرف ایک لفظ ذہن میں رکھیں اس کے حوالے سے آپ کو پتا چل جائے گا کس کیسٹ میں مضمون ہے مگر یہ لائبریری کا سسٹم ہے لیکن اس سے آپ کو یہ نہیں پتا چلے گا کہ فلاں چیز فلاں قسم کے لوگوں کے لئے غیر معمولی اثر کرنے والی ہے، فلاں چیز فلاں قسم کے سوالات کے جواب میں زیادہ اثر رکھنے والی ہے۔ یہ علم جب تک کوئی پڑھ کر ان سے نہ گزرے کسی انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب ہم لائبریری میں جایا کرتے تھے یہاں انگلستان ہی میں SOS میں جب میں طالبعلم تھا تو بعض مضامین کے متعلق محض ریکارڈ دیکھنے سے نہیں پتا چلا کرتا تھا تو لائبریرین کے پاس جانا پڑتا تھا اور اس زمانے میں یہ رواج تھا، غالباً اب بھی ہوگا کہ جو لائبریرین تھے وہ اس لائبریری کی کتابوں کا بہت مطالعہ کیا کرتے تھے بلکہ بعض تو حیرت ہوتی تھی کہ کس طرح ہر کتاب پر نظر رکھ رہے ہیں۔ مگر اب یہ کلیریکل نظام زیادہ جاری ہو گیا ہے۔ مگر وہ علمی نظام کہ لائبریرین کو پتا ہو کہ فلاں مضمون میں فلاں نے کیا کچھ کہا ہے اور کون کیا مؤثر مواد آپ کو کس کتاب میں ملے گا یہ اس زمانے میں تو ایک عام دستور تھا۔ چنانچہ جب لائبریرین سے جا کے کہتے تھے کہ ہمیں کنفیوشس ازم کے متعلق فلاں مضمون چاہئے تو وہ بتاتا تھا کہ ہاں فکر نہ کریں آپ فلاں جگہ جائیں وہاں ان Authors کی کتابیں ہیں۔ ان میں سے حق میں لکھنے والے یہ ہیں، مخالف لکھنے والے یہ ہیں، تشریحات کرنے والے یہ ہیں اور ان کتابوں کا تفصیل سے تو نہیں مگر

اختصار سے وہ تعارف ضرور کروایا جاتا تھا جو تحریری رجسٹر کے مقابل پر نسبتاً تفصیلی ہوتا تھا۔ پس جب میں نے تفصیل سے کہا ہے تو یہ میری مراد تھی۔ رجسٹروں پہ تو بالکل خلاصہ ملتا ہے مگر ایک پڑھنے والے کے ذہن میں اس خلاصے کی کچھ تفصیل ہوتی ہے جو نئے آنے والے کے لئے راہنما بن جاتی ہے۔

پس سب سے پہلے اس لائبریری کے قیام کے متعلق یہ بات پیش نظر رکھیں کہ اگرچہ وقت طلب بات ہے مگر کرنا تو ہوگا۔ ہر لائبریری جو آپ کے ہاں اصلاح وارشاد کی بنتی ہے اس جگہ کے سپیشلسٹ ہونے چاہئیں جو اس کو دیکھیں، اس کو پڑھیں اور سنیں اور پھر ذہنی طور پر پوری طرح تیار ہوں کہ آئندہ لوگوں کی راہنمائی کرسکیں، بتاسکیں کہ کون سی چیز کہاں موجود ہے۔ ورنہ بسا اوقات یہ سوال اٹھتا ہے جی فلاں دوست ملا ہے اس کے یہ خیالات ہیں۔ اب اس وقت مقامی جماعتیں پریشانی میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ یہ خیالات ہیں ہم کیا جواب دیں۔ وہ کہتے ہیں اچھا سلسلے کا لٹریچر پڑھاؤ اس کو۔ پھر کیا لٹریچر پڑھاؤ اور وہ دلچسپی کیوں لے گا جب تک آپ کچھ دلچسپی کی باتیں بیان نہ کریں۔

آج کل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا دور ہے اور اس کا تعارف کروایا جا رہا ہے۔ جہاں جہاں تعارف کروایا گیا ہے وہاں بہت شدت پیدا ہوئی ہے۔ جہاں تعارف نہیں کروایا گیا وہاں طلب بھی پیدا نہیں ہوئی۔ پس طلب پیدا کرنا اس لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَاِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ تمہیں دقتوں کا سامنا ہوگا، تم اپنی طرف سے لائبریریاں بنا بیٹھو گے خزانوں کی، لیکن جب لوگوں سے کہو گے تو وہ مونہہ موڑ لیا کریں گے، وہ پہلوتہی کرتے ہوئے ہٹ جایا کریں گے۔ تو اس لئے ان کے دلوں میں شوق پیدا کرنے کے لئے یا یہ بتانے کے لئے کہ ان کی طلب کیا ہے اور اس کا جواب کہاں ہے۔ ہر منتظم گروہ کو اور میں منتظم نہیں کہہ رہا ''گروہ'' کہہ رہا ہوں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ اب یہ ایک آدمی کے بس کی بات نہیں رہی۔ آپ کے ہر چھوٹے حلقے میں بھی خواہ چھوٹی سی لائبریری ہو وہاں بھی ایک نوجوانوں کا لڑکیوں کا الگ اور لڑکوں کا الگ گروپ بنانا ہوگا، ایک چھوٹا سا گروہ ہوگا جو اس معاملے میں خود مطالعہ کر کے اپنے ذہنوں کو روشن کریں گے اور پھر گردوپیش اپنے ماحول میں سب کو بتائیں گے کہ یہ یہ چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ تمہارے اس قسم کے دوست اس قسم کے سوالات کرتے ہیں بے تکلف ان کو لے کے آؤ کہ ہمارے پاس آؤ اور ہم تمہیں معین چیزیں بتائیں گے کہ ان

پر اثر انداز ہونے والی کیا کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں، کس کی زبان میں موجود ہیں، کونسی آڈیو وڈیوز ہیں، ان کے کس کس زبان میں ترجمے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ہر زبان کے ترجمے پر تو نظر رکھنی ضروری نہیں مگر ہر زبان کے ایک ترجمے پر نظر رکھنی ضروری ہے۔ یعنی اردو دانوں کے لئے تو ترجمے کا سوال نہیں وہ براہ راست اردو کی کیسٹ سن سکتے ہیں۔

انگریزی دانوں کے لئے کسی ترجمے کا سوال نہیں کیونکہ وہ براہ راست انگریزی کیسٹ سن سکتے ہیں۔ عربی دانوں کے لئے عربی سوال و جواب میں بہت کچھ مواد موجود ہے لیکن جو میں بات کہنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ جو اردو دان ہیں وہ اردو کی کیسٹس کو غور سے سن کر ذہنی طور پر اپنے نقطہ نگاہ کے لحاظ سے ایک ترتیب قائم کریں یعنی ہر شخص کا ایک نقطہ نگاہ ہے اس پہلو سے وہ ایک ترتیب قائم کرے اور پھر اس کو لکھ لے اور اس طرح جگہ جگہ جماعتوں میں Experts پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔

ویسے آپ علمی تیاری کرنے کی کوشش کریں بہت شاذ کے طور پر آپ کو کامیابی نصیب ہوگی، آپ جتنا مرضی کہتے رہیں کوئی نہیں پڑھتا، کوئی نہیں سنتا کیونکہ اور بہت سے کام پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن جب ذمہ داری ڈالیں گے کہ تم نے تو راہنمائی کرنی ہے اے نوجوانوں کے گروہ! یہ یہ کتابیں پکڑو، ان پر غور کرو اور آگے تم لوگوں کو بتانا شروع کرو تو اس کا دوسرا فائدہ جو بہت ہی اہم ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس لٹریچر کے مطالعہ، احمدیت کے مضامین کا مطالعہ کرنے والے ایسے عشاق پیدا ہو جائیں گے جو ایک دفعہ گزریں گے، دو دفعہ گزریں گے تو ان کو اس بات کی دھن لگ جائے گی کہ اب ہم یہ سب کچھ پڑھا کریں کیونکہ ان بے چاروں کو تو پتا ہی نہیں وہ تو کبھی لائبریری کی گیلری میں گھسے بھی نہیں، دیکھا ہی نہیں کہ دونوں طرف الماریوں میں کیا کچھ سجا پڑا ہے۔ تو ان معنوں میں ان لائبریریوں کو جن کی میں بات کر رہا ہوں لوگوں سے آشنا کرانے کے لئے لائبریرین بنانے ہوں گے اور ان لائبریرین کو پھر چاہئے کہ وہ اپنے تاثرات کو اس رنگ میں منضبط کریں تحریری صورت میں بھی اور تصویری صورت میں بھی کہ اس کے نتیجے میں بآسانی آنے والوں کی توجہ اس طرف مبذول کر سکیں۔ اس میں لازم ہے کہ نئے آنے والوں کو بھی شامل کیا جائے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جو ترک ہیں وہ آپ کی لائبریری کے ترکی حصے کے اوپر مامور ہوں۔ ان کے سپرد یہ کام ہو کہ یہ ترکی چیزیں ہیں، ہمارے پاس لائبریری کی اس میں کتابیں ہیں ہمیں تو کچھ پتا نہیں چلتا تم پڑھو، یہ آڈیو

وڈیو تم دیکھو اور ہماری مدد کرو اور اس تعلق میں بسا اوقات ایک غیر احمدی یا غیر مسلم کی مدد بھی لی جا سکتی ہے چنانچہ ہم نے ایسا کر کے دیکھا ہے۔ میرا تجربہ ہے ذاتی طور پر کہ جب کسی مثال کے طور پر یہاں میرا ایک قسم کا ذاتی تجربہ نہیں لیکن پہلے اس سے بہت ہو چکا ہے۔ یہاں اگر کسی ترکی غیر احمدی دوست کو جو صاحب علم ہو ایک احمدی درخواست کرے کہ آئیں ذرا میرے گھر کھانے پہ تشریف لائیں میں نے آپ سے بات کرنی ہے۔ یہ میرے پاس کتابیں پڑی ہوئی ہیں۔ یہ چیزیں ہیں تو میں اتنی منت کرتا ہوں کہ آپ صاحب علم ہیں آپ مہربانی فرما کر ذرا پڑھ کے دیکھیں اور مجھے بتادیں کہ اس میں ہے کیا کیا تو میں آگے اس کو اپنی زبان میں منضبط کرلوں گا۔ اگر اس قسم کی درخواست کی جائے عاجزی کے ساتھ تو انسانی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ اکثر لوگ حامی بھریں گے اور کہیں گے ہاں ٹھیک ہے ہم مدد کرتے ہیں۔ بنگالیوں کی مدد لی جا سکتی ہے اردو کی مدد لی جا سکتی ہے مختلف قسم کے غیر ملکی، افریقنوں کی تو اس بات کا فیصلہ ماحول کرے گا۔

جب میں اب لائبریریوں کی باتیں کر رہا ہوں تو بڑی وسیع مرکزی لائبریری کی بات نہیں کر رہا۔ میں اب چھوٹی چھوٹی پیدا ہونے والی لائبریریوں کی بات کر رہا ہوں جن کو جماعتوں نے انشاءاللہ اب ہر ماحول کے لئے بنانا ہے تاکہ ہر ماحول کو اپنی مرضی کا سامان وہیں سے مل جائے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر آپ شہروں میں جتنے بھی حلقے ہیں مثلاً لندن کی جماعت ہے اس کے حلقے ہیں، ہر حلقے میں ایک لائبریری قائم ہونی ضروری ہے اور یہی وہ لائبریری کا قیام ہے جس کی طرف ان خاتون نے جو صدر لجنہ ہیں اپنے علاقے کی انہوں نے یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی سو خواتین ہیں جو اس میں ملوث ہو چکی ہیں اور ہر حلقے میں ہم ایک لائبریری قائم کر رہے ہیں۔ جب تک یہ نہ ہو مرکزی لائبریریوں پر یہ انحصار کہ آپ کو خط ملیں یا پیغام ملیں کہ فلاں مضمون میں، فلاں مسئلے پر ہمیں لٹریچر دیا جانا چاہئے بتاؤ کیا لیں۔ یہ اگر ہر طرف سے پیغام ملیں گے تو اول تو ایسے پیغام ملتے ہی کم ہیں، شاذ کے طور پر لوگ لکھتے ہیں۔ دوسرے جن کو ملتے ہیں ان کو آگے جواب دینا نہیں آتا۔ سراسیمگی پھیل جاتی ہے کیا کریں، کیا جواب دیں اور آسان حل یہ ہوتا ہے کہ وہ اٹھا کر خط مجھے بھیج دیتے ہیں کہ میں آرام سے جواب دیتا رہوں۔ آرام سے تو دوں مگر کتنے خطوں کا جواب دوں۔ اب تو کام پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ بہت کثرت کے ساتھ یہ سوال اٹھ رہے ہیں، یہ مطالبے آ رہے ہیں

کہ بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ تو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ بتائیں کہ ان کو کیا کرنا چاہئے جن کا آپ کی جماعتوں سے تعلق ہے اور آپ کے حلقوں سے تعلق ہے۔

اب ہر حلقے کی لائبریری کے لئے اس حلقے کا ماحول دیکھنا ہوگا اور اس کے گردو پیش نظر ڈال کے جائزہ لینا ہوگا کہ کس قسم کے سوالات یہاں اٹھتے ہیں، کس قسم کے لوگ بستے ہیں۔ پہلے خطبے میں غالباً بیان کر چکا ہوں بعض جگہ بنگالی بہت ہیں بعض دفعہ آسامی۔ ہر ملک کے رہنے والے موجود ہیں۔ کہیں کردش موجود ہیں جو اکٹھے عام طور پر رہتے ہیں، کہیں مختلف عرب یا افریقن ممالک کے لوگ ہیں اور یہ جو بیرونی آنے والے ہیں ان کے اندر عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ مل جل کر رہتے ہیں کیونکہ ایک دوسرے سے باتیں کرنا آسان، ایک دوسرے کی طرز رہائش چونکہ ملتی جلتی ہے، ہم شکل ہوتی ہے اس لئے ان کے ساتھ اپنے ماضی کی یادیں وابستہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ نئے ملکوں میں بھی جاتے ہیں تو اکثر انہی یادوں میں ہی رہتے ہیں اور یہ لوگ اکٹھے رہتے ہوئے اپنے پرانے مناظر کو زندہ رکھتے ہیں جس طرح بچپن میں اٹھے جس طرح پرورش پائی جس ماحول میں ہوا کرتے تھے جیسی باتیں کرتے تھے۔ اس بات کو سب سے زیادہ پنجابی جانتا ہے کیونکہ اکثر دوسری زبانوں سے بے خبر ہے اور سوائے اپنی زبان کے اور آپس میں مل جل کر باتیں کرنے کے اس کو زیادہ باتیں نہیں آتیں۔ جو صاحب علم ہو جائیں ان کی ایک اور مصیبت وہ اپنی زبان بالکل چھوڑ بیٹھتے ہیں اور ان کے بچے پھر صرف انگریزی کے ہو جائیں گے یا اٹالین کے ہو جائیں گے یا سپینش کے ہو جائیں گے ان کو اپنے پس منظر کا پتا نہیں۔ تو یہ باتیں بھی وہ ہیں جو ضمناً سامنے آ جاتی ہیں اس کو ختم کریں، یہ سلسلے تبلیغی جماعتوں کے سلسلے نہیں ہوا کرتے یعنی حقیقت میں وہ جماعتیں جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر تبلیغ کے لئے قائم کی گئی ہیں ان کے یہ مزاج میں نہیں۔ اسی لئے میں نے جرمن جماعت کے مخلص بچوں کو جو بڑی تیزی سے اخلاص سے جماعتی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں اور مجھے جرمن زبان میں خط لکھتے تھے اور اتنے موٹے موٹے تھدے لگ جاتے تھے جرمن زبان کی فائلوں کے۔ ان سب کو میں نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ سے تمہیں جواب ہی نہیں ملے گا جب تک اردو میں نہ لکھو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے اردو اچھی لگتی ہے۔ اردو اچھی لگتی تو ہے مگر زبانوں کے موازنے میں پھر آ کر اردو کا اپنا ایک مقام ہے، جرمن کا اپنا مقام ہے، ہر زبان کی اپنی ایک اہمیت ہے، اپنا ایک مذاق ہے اور ہر زبان

بولنے والے کو اس سے محبت ہوا کرتی ہے۔ تو یہ ہرگز مراد نہیں کہ جرمن، جرمن چھوڑ دیں اور اٹالین، اٹالین چھوڑ دیں صرف اردو کو پکڑ لیں۔ اردو سیکھنا اس لئے ان کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور سلسلے کا لٹریچر اکثر اردو میں ہے۔ اس وجہ سے وہ بے شک سیکھیں شوق سے سیکھیں ان کو فائدہ ہوگا لیکن اپنی زبان ان کو نہیں بھولنی۔ جہاں بھی جائیں اگر اٹالین ہیں تو لازم ہے کہ اپنے بچوں کی اٹالین زبان میں اچھی تربیت کریں۔ اکثر پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں تو اردو زبان میں تربیت کریں کیونکہ پنجابی تحریری زبان کے طور پر ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ ایسی ایسی اکیڈیمیز بنی ہوئی ہیں پاکستان میں جن میں بہت اچھے اچھے ماہرین فن تیار ہو رہے ہیں ایک احمدی بھی ہیں ان میں محمد یعقوب صاحب امجد غالباً نام ہے، وہ مجھے لکھتے رہتے ہیں کہ دیکھو ہم نے پنجابی میں یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ مگر کبھی انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ کتنے لوگ لائبریری جا کر ان کا پنجابی ترجمے والا لٹریچر پڑھتے ہیں۔ جو پنجابی کے شوقین ہیں جن کا ایک گروہ بنا ہوا ہے ایک سوسائٹی ہے وہ سارے حصہ لیتے ہیں لیکن عامتہ الناس کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ٹھیٹھ پنجابی بولتے ہیں اردو آتی بھی نہیں مگر پڑھتے ہیں تو اردو میں پڑھتے ہیں۔ تو حقیقت کو دیکھنا ضروری ہے اس لئے میں نے ان بچوں کو کہہ دیا ہے کہ تم مجھے جب تک اردو میں خط نہیں لکھو گے میں نے تمہیں جواب ہی نہیں دینا۔ اب وہ مجبور ہیں بے چارے ٹوٹا پھوٹا لکھنے لگ گئے ہیں ماشاء اللہ لیکن یہ اس لئے ضروری ہے کہ موازنہ زبانوں کا ضروری ہوا کرتا ہے۔

ہر زبان اپنی اہمیت رکھتی ہے لیکن جب تک ایک سے زیادہ زبانیں داعیین الی اللہ کو نہ آئیں اس وقت تک وہ حقیقت میں خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ تو اس طرح آپ زبانیں تو سیکھیں گے مگر جو میں اب بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنی لائبریری کو ایک بہانہ بنالیں لوگوں تک پہنچنے کا اور ایسا بہانہ ہو جو واقعۃً حقیقی ہو، جھوٹا بہانہ نہ ہو۔ آپ کو ٹرکش نہیں آتی مگر ترک ہیں جن کو آتی ہے ان کے پاس جائیں۔ آپ کو چینی نہیں آتی مگر چینی ہیں جن کو آتی ہے۔ جب وہ پڑھیں گے تو وہ پھر آپ کے مضمون میں بھی دلچسپی لیں گے یہاں تک کہ جو مترجمین ہیں، بعض مترجمین ایک دو کتابوں کا ترجمہ کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اب ہمیں اور لٹریچر بھیجو۔ اب ہم اپنی خاطر معلوم کرنا چاہتے ہیں بعضوں کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ ایک چینی مترجم نے ہمارے چینی صاحب کو لکھا کہ ایک دو کتابیں فلاں فلاں میں نے پڑھی ہیں میرے تو زمین و آسمان بدل گئے ہیں، احمدیت اگر یہ ہے تو سارے چین کا یہی

مذہب ہونا چاہئے۔ تو اسی قسم کے امور ہیں خدا تعالیٰ نے جن کی ہم پر رحمت فرمائی ہوئی ہے جن کا ہم پر انعام فرمایا ہوا ہے ہم تو اس سے منہ نہیں موڑنے والے لیکن غیر مونہہ موڑیں گے جب تک ان کو اس انعام کی حیثیت کا علم نہ ہو۔ پس پتا ہونا چاہئے کہ نعمت ہے اور نعمت کے علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو نعمت بانٹ رہا ہے اس کو تو پتا ہو کہ نعمت ہے۔ اب یہ مشکل ہے جو آج درپیش ہے کہ بہت سے احمدی بھی ایسے ہیں جن کے پاس اتنا وقت ہی نہیں رہا یا بچپن سے ان کی تربیت ایسی نہیں ہوئی کہ ان کو احمدیت کی نعمتوں کا علم نہیں، اس کا مزہ انہوں نے چکھا نہیں ہے یعنی وہ نعمتیں جو خزانوں کی صورت میں بانٹی جارہی ہے اس لئے جب پتا چلتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوری طور پر اس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

تو اس طرح دو طرح سے ہمیں فائدہ ہوگا۔ ایک وہ احمدی جن کو آپ نے کام سپرد کرنا ہے آپ نے کہنا ہے کہ تم نے سیکھنا ہی سیکھنا ہے آگے جو آ کے کام کو بڑھانا ہے تمہیں علم نہیں ہوگا تو کیسے بڑھاؤ گے۔ وہ پڑھیں گے، وہ سنیں گے اور ان کے دل بدل جائیں گے۔ میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا تھا ایک دوست نے میرے سامنے ذکر کیا کہ ساری عمر میں نے ضائع کر دی خدا نے ہر طرح سے نعمت عطا فرمائی تھی۔ اچھے خاصے کھاتے پیتے انسان لیکن اب MTA کے ذریعے جب خطبے دیکھے ہیں تو اس وقت مجھے پتا چلا ہے کہ میں کن باتوں سے محروم تھا اور اب وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہترین داعی الی اللہ اور اپنی جماعت میں چوٹی کی مالی قربانی کرنے والے ہیں۔ مگر یہ ایک آدمی نہیں کثرت سے ایسے پیدا ہو رہے ہیں، مگر جو غیر احمدی ہیں ان کی بات میں کر رہا ہوں۔ آپ میں سے جو واقف ہیں اتفاقاً خطبے سن کے MTA کے ذریعے ان کو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پتا چل چکا ہے، ان کو چاہئے کہ وہ اپنی لائبریریوں میں اپنے مزاج کے مطابق مددگار بن جائیں لیکن اس کے باوجود بہت کچھ ہے جو دوسری زبانوں میں ہے جن کا ان کو علم نہیں ہے۔ اب دورے ہوتے ہیں جرمنی کے جس میں جرمن زبان استعمال ہوتی ہے، عربی استعمال ہوتی ہے، ترکی استعمال ہوتی ہے اور بنگالی استعمال ہوتی ہے، افغانی استعمال ہوتی ہے۔ یعنی ایک دورے میں ایک زبان تو نہیں بعض ممالک میں دس دس بارہ بارہ زبانیں استعمال ہو رہی ہیں اور ان سب کے تراجم جرمن یا انگریزی یا اور کسی اور زبان میں موجود ہیں۔

تو خزانے تو بہت ہیں اللہ کے فضل سے جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آج بانٹے

جانے ہیں اور بانٹنے والا ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ ان کی نعمت کو سمجھیں، ان کی نعمت کی حیثیت کو سمجھیں اور جہاں جہاں لائبریری قائم کر رہے ہیں جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں وہاں آپ کی Experts کی ٹیم تیار ہونی چاہئے جن کو پتا ہو کہ اپنے ماحول کو میں نے کیا بتانا ہے۔ پھر جب آپ گردوپیش نظر ڈال کے لوگوں کے مسائل دیکھیں گے تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ اس کا مسئلہ فلاں کتاب میں ہے، وہاں پہنچیں اور بتائیں کہ تمہارا مسئلہ اس میں ہے۔

اور اس ضمن میں ہومیوپیتھی جو بظاہر ایک بے تعلق مضمون ہے لیکن وہ بھی علم شفا ہے اس کا بھی گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ انڈونیشیا سے ہمارے عبدالقیوم صاحب جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت ہی مخلص اولین احمدی کی اولاد ہیں۔ عبدالباسط جو ہمارے مبلغ ہیں ان کے بھائی، وہ دنیا میں بڑے عہدے پر فائز ہیں ان کو جنون ہو گیا ہے تبلیغ کا اور ہومیوپیتھی کے متعلق وہ مجھے بتا رہے تھے کہ میں تو حیران ہوں کہ اتنا بڑا تبلیغ کا ذریعہ ہم اس سے غافل بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں ہمارے ایک مبلغ تو کہتے ہیں کہ اب مجھے دوسرے کاموں کا وقت ہی نہیں ملتا۔ وہ کہتے ہیں دن رات مریض آرہے ہیں اور وہ آکے مجھے سب کہتے ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو۔ اسی تعلق میں پھر جماعت احمدیہ سے تعارف ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے وہ لوگ جو پہلے احمدیت کا نام سننے کے لئے تیار نہیں تھے اب کثرت سے احمدیت کی باتیں کرنے لگے ہیں اور اللہ تعالیٰ مدد بھی ایسی کرتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

مجھے انہوں نے، قیوم صاحب نے، کل اپنے بعض واقعات سنائے میں حیران رہ گیا کہ اس دوائی سے تو فائدہ ہونا ہی نہیں چاہئے تھا۔ وہ بتا رہے تھے فلاں آدمی آیا اس نے کہا یہ مجھے تکلیف ہے میں نے کہا فوراً سلفر 200 اور گولی کی طرح یعنی گولی سے مراد وہ گولی نہیں، گولی کی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ بیماری کو وہ لگ گئی۔ کہتے ہیں آکے، چند دن کے بعد کہا بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔ ایک مریض کی بات بتا رہے تھے کہ ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس ایک مریض آیا جس کو جلدی بیماری تھی جو بہت ہی خطرناک، سنگین اور ہمیشہ کے لئے چمٹ جانے والی بیماری ہے اور اس مریض نے جو جلدی مریض تھا اس نے اس سے باتیں کیں تو آخر ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ بات یہ ہے میں تمہارا علاج تو کروں گا لیکن بیماری نہیں چھوڑے گی۔ اس نے کہا بیماری مجھے نہیں چھوڑے گی تو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں، مجھے کیا ضرورت ہے تمہارے پاس آنے کی۔ وہ احمدی مبلغ ہے اس کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ اس مبلغ کے

پاس پہنچے۔ اب اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ انہوں نے جو دوا دی ایک ہفتے سے بھی کم عرصے میں ان کی جلد بالکل صاف اور شفاف نکل آئی اس کا نشان تک باقی نہیں رہا اور وہ پھر ڈاکٹر کے پاس گیا۔ اس نے کہا ذرا میرا معائنہ تو کرو۔ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے کہا میں نے تو کبھی دیکھا ہی نہیں زندگی میں ایسا واقعہ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ اس نے کہا غور سے دیکھو ہوا ہے یہ بتاؤ کیسے ہوا تھا اس نے کہا یہ جو احمدی مبلغ ہے اس کے پاس میں گیا تھا۔ چند دن کے بعد، قیوم صاحب ہی بتا رہے تھے، مبلغ کے پاس وہ ڈاکٹر صاحب پہنچ گئے۔ کہا معاف کرنا مجھے آپ کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ میرے پاس اسی مرض کا ایک اور مریض آ گیا ہے اور مجھے پتا ہے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تو آپ مہربانی فرما کر مجھے بتائیں اور جیسا کہ میں نے احمدیوں کو ہر جگہ کہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے نعمت عطا فرمائی ہے میں آپ کو دے رہا ہوں آپ آگے بانٹیں، ہرگز کنجوسی نہیں کرنی نسخوں میں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً ان کو نسخہ دیا اور اللہ کے فضل سے ان کے سارے مریض جو اس کے بعد، جن کا بھی علم ہے ان کو، وہ ٹھیک ہونے لگ گئے۔

ہومیو پیتھی کو آپ مانیں یا نہ مانیں اللہ تعالیٰ نے تبلیغی نظام میں ہومیو پیتھی کو ایک خدمت گار بنا دیا ہے اور اس سے استفادہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ کئی جگہ پاکستان میں کیا جا رہا ہے۔ کئی ایسے بڑے سخت مخالف ہیں کٹر، جن کو کوئی دلچسپی نہیں ہے جماعت میں، سننے کے لئے تیار نہیں مگر بیمار تو ہوتے ہیں۔ آئے دن مصیبت پڑی ہے پاکستان میں تو اتنی گندی فضا ہو گئی ہے کہ کھانے کو وہ کلاشن کوف کی گولیاں ملتی ہیں اور بیماریاں اتنی عام، خوراک اتنی گندی کہ مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اللہ رحم کرے اس ملک پر بہت ہی برا حال ہو رہا ہے اب تو گندی خوراک بھی کم ملتی ہے۔ تو وہاں احمدی جو عقل والے ہیں وہ یہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ان کو پتا چلتا ہے کسی مریض کا جس کو شفا نہیں ہو رہی اس کو کہتے ہیں کہ دیکھو جماعت احمدیہ چھوڑو ایک طرف مگر ہمارے امام جو ہیں وہ ہومیو پیتھک جانتے ہیں یہ کتاب ہے ذرا مطالعہ کر لو اور اپنے لئے خود دیکھو کونسی دوا ہے کس میں شفا ہے اور بعض ایسے ہیں جو کتاب پڑھتے ہیں پھر مجھے خط لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں ہماری تو آنکھیں کھل گئیں کیونکہ جو میں نے کتاب لکھی ہے وہ محض ہومیو پیتھی کی خاطر نہیں لکھی وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے تابع میں یہ ان خزانوں میں سے ہے جو بانٹ رہا ہوں

العلم علمان علم الادیان و علم الابدان ۔(حلیة الاولیاء و طبقات الأصفیاء۔الامام الشافعی)

علم تو دو ہی ہیں یا روحانی علوم ہیں مذہب کے یا بدن کی صحت کے علوم ہیں یا سائنس کے علوم ہیں۔ تو اس پہلو سے ان کو جب یہ پتا چلتا ہے کہ لکھنے والا بالکل صاف ہے، خدا کو مانتا ہے خدا کی معرفت کی باتیں موجود ہیں اس کتاب میں تو اس کا دل بدلتا ہے اور ایک واقعہ نہیں ہوا بیسیوں ایسے ہیں جو میرے علم میں ہیں صرف ہومیوپیتھی کی کتاب پڑھ کے احمدیت کی طرف توجہ ہوئی، احمدی لٹریچر مانگا اور پھر آخر اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیں ہدایت مل گئی ہے۔ تو اس کو بھی آپ اس لائبریری کا حصہ بنائیں اور اگر ممکن ہو یعنی ایک زائد میں آپ کو ترکیب بتا رہا ہوں آپ کی لائبریریوں میں دلچسپی کی، وہاں جو احمدی ہومیو پیتھ بن رہے ہوں یا ان کو واقفیت ہو ان کو مقرر کریں اور تبلیغ کے لئے ایک ذریعہ اس کو بنالیں۔ آپ ان سے کہیں کہ تم فلاں وقت ہمارے پاس آؤ وہاں ایک علم شفا کا ماہر بھی بیٹھا ہوا ہے جو مفت دوائی بھی تقسیم کرے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری اس لائبریری میں ہومیوپیتھی کی دوائیاں بھی ہونی چاہئیں۔ مگر اس ضمن میں مجھے اکثر جماعتوں سے شکوہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم نے ہر جگہ بنیادی دوائیں تقسیم کیں یعنی ہر جگہ مفت تقسیم ہو رہی ہیں، اس کو آگے پھیلانے کا انتظام تجویز کیا یعنی انتظام تو بنانا تھا جماعت نے مگر ہم نے تجویز کیا، اس طرح اس کا انتظام کریں گے اور ہر جگہ بہت ہی معمولی قیمت پر ان دواؤں کو آگے بڑھانے کا اور زیادہ بنانے کا طریقہ سمجھایا یہاں تک کہ ساری بڑی بڑی جماعتوں میں بڑے بڑے ملکوں میں کثرت کے ساتھ ایسے اڈے قائم ہو سکتے ہیں جہاں سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مفت علاج کا سلسلہ جاری ہو جائے۔

اب انگلستان کو خصوصیت سے اس کی بہت ضرورت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب ہسپتالوں اور دوسرے ادارے جن کا صحت سے تعلق ہے ان پر حکومت کا اتنا خرچ اٹھ رہا ہے کہ اب رفتہ رفتہ مجبور ہیں کہ مریضوں کو یہ کہیں کہ تم بھی اپنا حصہ ڈالو۔ بعض جگہ پہلے مفت علاج تھا اب وہ کہتے ہیں تم اپنے ڈاکٹر کو جو ہر علاقے کے لئے مقرر ہوتا ہے اس کو خود Pay کرو، خود اس کو کچھ دو اور یہ سلسلہ آگے بڑھنے والا ہے۔ امریکہ میں علاج اتنا مہنگا ہو چکا ہے کہ بعض لوگ تو علاج سے زیادہ مرنا قبول کرلیں گے۔ حد سے زیادہ وہ قصاب بن گئے ہیں اس وقت علاج کے ضمن میں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو، جماعت احمدیہ کو یہ موقع دیا ہے کہ اس خزانے کو بانٹیں اور عام کریں اور لوگوں کی شفا میں جہاں تک دنیا کا علم ہے یعنی خدا کا دیا ہوا علم وہ استعمال کریں اور دعا بھی ساتھ استعمال کریں اور اس ذریعے

سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ دیکھیں گے کہ ان مریضوں کو احمدیت میں ضرور دلچسپی پیدا ہوگی۔

اب خزانے کی بات میں کتابوں کی صورت میں کر رہا تھا اس طرف واپس آتا ہوں۔ ہر جگہ کی کتابیں الگ الگ ہوسکتی ہیں، ہر جگہ کی وڈیو کیسٹس الگ الگ ہوسکتی ہیں کیونکہ ماحول الگ الگ ہے۔ اس لئے بہت بڑی لائبریری کی ضرورت نہیں مگر یہ لازم ہے کہ کچھ لوگ واقف ہوں اور پھر وہ اگر بانٹیں چیزیں تو دو طرح سے ان کا حساب رکھیں۔ ایک یہ کہ جن کو جو چیزیں بانٹی جارہی ہیں وہ واپس آئیں۔ ان میں مہنگی چیزیں ہیں بہت، بعض دفعہ، یعنی بعض دفعہ ہوتی ہیں بہت مہنگی چیزیں، بعض دفعہ سستی بھی ہیں مگر عام طور پر مثلاً جماعت میں یہ توفیق غالباً ہر جگہ نہیں ہوگی کہ Volume Five قرآن کریم مفت تقسیم کریں۔ One Volume تو کسی حد تک یعنی ایک جلد میں جو حضرت ملک غلام فرید صاحب والا ترجمہ اور تفسیر ہے، تفسیر تو حضرت مصلح موعودؓ کی تھی مگر انگریزی میں انہوں نے ڈھالا ہے، یہ اگر مفت دے بھی دیا جائے تو اس کا بھی مقامی طور پر لوگ زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ تو لائبریریوں میں ایسی چیزیں جنہوں نے گھومنا ہے اور زیادہ گہری اور علمی کتابیں ہیں ان کا واپسی کا بھی تو انتظام ہونا چاہئے۔ اس کے لئے یہ احتیاط کر لینی چاہئے کہ جس دوست کی معرفت کوئی کتاب جارہی ہے وہ ذاتی طور پر حاصل کرے اور ضامن ہو اس بات کا کہ اگر اتنے عرصے میں واپس نہ آئی تو وہ ذمہ دار ہے۔ اگر ایسا معین انتظام آپ نے نہ کیا تو ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور کچھ یہ ترکیب بھی کام آتی ہے کہ ایسی کتابیں زیادہ رکھیں جو کبھی کبھی ضائع تو نہیں ہوں گی مگر ضائع ہو بھی سکتی ہیں۔ ضائع نہیں ہوں گی ان معنوں میں کہ جو پڑھے گا اس کو فائدہ پہنچے گا مگر ضائع ہو بھی سکتی ہیں ان معنوں میں کہ بعض لوگوں کے متعلق علم ہوا ہے کہ جماعت کی قیمتی کتابیں ارادۃً شرارت کے طور پر لے لے کر پھاڑ پھاڑ کے پھینکتے ہیں اور بعض لائبریریوں نے رپورٹ کی ہے کہ جب بھی تم نے قرآن کریم رکھوایا ہے کوئی لے کے بھاگ گیا ہے اور واپس نہیں آیا۔

تو اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ آنکھیں کھول کر ان سب امور کا جائزہ لینا چاہئے اور ایسی کتابیں جن کا ضائع ہونے کا خطرہ ہے اول تو معلوم کریں کون سی جہت ہے۔ وہ ہے کون سا رستہ جس کے ذریعے یہ ضائع ہوتی ہیں اور جو مہنگی ہیں ان کو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک سے زائد رکھیں۔ کوئی ایک وقت میں ایک لے جائے تو پھر دوسرا آنے والا جب اسی کا مطالبہ کرے تو اس کو بھی کچھ ملنا

چاہئے۔تو آڈیوز وڈیوز کے متعلق جو میں نے جرمنی کی جماعت کو ہدایت کی تھی وہی میں اب آپ سب کو ہدایت کررہا ہوں۔ان کے متعلق ایک سرکولیشن سسٹم ہونا ضروری ہے اور وہ سرکولیشن سسٹم یعنی اس کو اس طرح حرکت میں دیا جائے کہ ساری جماعت میں وہ حرکت کررہی ہوں اس کی اگر صحیح نگرانی کی جائے تو بہت ہی زیادہ مؤثر اور غیر معمولی طور پر فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

یہ جو ٹیمیں میں اب بیان کررہا ہوں لائبریری کی محافظ ٹیمیں ان کے ذریعے سرکولیشن شروع کریں۔ان کو کہیں تم خود ان کو غور سے سنو، دیکھو اور پھر اگر تمہارا دل چاہتا ہو کہ اور بھی سنیں تو اپنی جماعت کے ان دوستوں کو دو جو اپنے ماحول سے دوسروں کو بلا کر دکھا سکیں اور یہ ہونے کے بعد چونکہ ہزار ہا وڈیوز ان چھوٹی چھوٹی لائبریریوں میں رکھنا ممکن نہیں ہے اس لئے یہ لائبریرین گروہ پہلے جائزہ لے کر اندازہ کریں کہ شروع میں ہم پہلے دس سے کام لیں گے۔ان دس سے استفادہ کریں ان کو گھمائیں اور پھر مرکز کو واپس کریں کہ ان کو دوسری جماعتوں میں دینے کے لئے بے شک اب اس کو استعمال کریں۔اگر ان کو توفیق ہو تو اس کی کاپیاں بنا کر اپنے پاس رکھ لیں ورنہ مفت اگر کام کرنا ہے تو واپس کر دیں دس اور مانگ لیں اور اس طرح وہ دس پھر وہ جو لائبریرین ہیں وہ پہلے دیکھیں گے۔پس لائبریرین سے مراد ایک لائبریرین نہیں بلکہ گروہ ہے جس میں نئے آنے والے، نئی بیعتیں کرنے والے ضرور شامل ہوں اور ہر گروہ کا تعین موقع اور حالات کے مطابق الگ الگ ہوگا۔

اور یہ نظام اپنی ذات میں اتنی گہری اور لمبی نگرانی چاہتا ہے کہ اس کے لئے بھی مرکز میں کسی کو مقرر کرنا ہوگا جو اسی کام پر لگ جائے یا ایک سے زائد آدمی مقرر کرنے ہوں گے جن کا کام یہ ہو کہ سارے ملک میں گھومتے پھریں، ہر جگہ پہنچ کے پتا کریں کہ ذرا مجھے اپنی لائبریری تو دکھاؤ۔پتا کریں گے تو شاید پتا لگے گا کہ ہے ہی نہیں کوئی۔کہے کہ بابا اس سے تو شروع کرو میں تمہارے لئے چھوٹی سی لایا ہوں ایک ساتھ۔چنانچہ ایسی لائبریریاں ساتھ لے کر پھر سکتے ہیں۔ان لائبریریوں کا زیادہ وسیع ہونا ضروری نہیں ہے شروع میں۔اگر آپ نے اس طرح کام شروع کیا جس طرح عام طور پر لوگ کرتے ہیں کہ ایک وقت میں بیٹھ کر فہرستیں بنائیں اور بھاری کام اپنے ذمے لے لیا کہ ہر لائبریری میں یہ کتاب بھی ضروری ہے، وہ بھی ضروری ہے، فلاں وڈیو ضروری ہے، فلاں وڈیو ضروری ہے تو ہزار تک تو تعداد پہنچ ہی جائے گی۔نہ آپ میں توفیق ہوگی کہ ان کو پوری طرح جاری کر سکیں نہ جماعت

میں توفیق ہوگی کہ ہر ایسی لائبریری کو اتنی بڑی کتابیں اور وڈیو دے سکیں۔

تو یہ جو آخری بات، میں وقت دیکھ رہا ہوں اس کی نسبت سے آپ کو کہہ رہا ہوں، آخری بات تو دعا کی ہے لیکن اس سے پہلے یہ میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ اپنی توفیق کے مطابق کام کریں۔ ہرگز توفیق سے زیادہ بوجھ نہ اٹھائیں۔ اس بات کو بارہا میں بتا چکا ہوں۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ:287) اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی توفیق سے بڑھ کر اس پر بوجھ ڈالتا ہی نہیں ہے حالانکہ خود توفیق بڑھانے والا ہے۔ مگر بڑھاتا اس وقت ہے جب اس وقت کی توفیق کے مطابق ایک شخص اپنا پورا بوجھ اٹھا لیتا ہے۔ تو وسعت اور چیز ہے اور ایک موقع پر توفیق اور چیز ہے۔ اس بارے میں ایک دفعہ مجھے یاد ہے خطبے کا ایک بڑا حصہ میں نے خرچ کیا تھا اور آپ کو سمجھایا تھا کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا میں جو وسعت ہے وہ ایک بڑی وسعت کا نام بھی ہے جو آخری حدیں ہیں انسان کی۔ مگر خدا تعالیٰ جب فرماتا ہے اِلَّا وُسْعَهَا تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت کی وسعت، جب کسی انسان میں کچھ اٹھانے کی طاقت ہے اتنا ہی بوجھ ڈالے گا لیکن اللہ جانتا ہے کہ جب وہ اٹھاتا ہے تو اس کی وسعت بڑھ جاتی ہے۔

بچے آپ کی آنکھوں کے سامنے پل کر بڑے ہوتے ہیں ان کی ننھی منی ٹانگیں جو اپنا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں وہ بڑے بڑے لوگوں کا بوجھ اٹھانے لگ جاتی ہیں، بڑے بڑے بھاری کام کرنے لگ جاتی ہیں اور یہی نظام ہے کہ اللہ تعالیٰ وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا مگر وسعت بڑھاتا ضرور ہے۔ تو آپ یہ نہ گھبرائیں کہ آپ کا کام تھوڑا سا شروع ہو رہا ہے۔ آپ نے اللہ کی نقل کرنی ہے۔ آپ کو اپنے طور پر تو کوئی عقل آ ہی نہیں سکتی جب تک اللہ سے نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے نظام مقرر فرمایا ہے جو آپ سب پر جاری فرماتا ہے۔ آپ خدا سے سیکھتے ہوئے ہر جگہ کی توفیق کے مطابق کام شروع کریں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر آپ کا اس مضمون سے تعلق رکھنے والا مرکزی سیکرٹری اپنا یہ پیشہ بنالے کہ گھومتا پھرے اور اپنے ساتھ چھوٹی چھوٹی لائبریریاں اٹھائے پھرتا ہو تو ایک کتاب لے جائے، ایک وڈیو لے جائے، ایک آڈیو لے جائے وغیرہ وغیرہ، میں مثال دے رہا ہوں اور کسی ایک جگہ جہاں مرکز قائم نہیں اسی سے مرکز چلا دے اور جب یہ استعمال ہوں گی، جب یہ ہضم ہو جائیں گی تو اس جماعت کی توفیق بڑھ جائے گی۔ پھر مطالبہ ادھر سے آئے گا کہ آپ فلاں

دے گئے وہ تو ہم ختم کر بیٹھے ہیں اب اور لائیں۔ چنانچہ جن بچوں کو کہانیوں کی عادت پڑتی ہے وہ ختم ہوتے ہی پھر لائبریری پہنچتے ہیں پھر ختم ہوتے ہی پھر لائبریری پہنچتے ہیں۔ تو آپ کی مرکزی لائبریری میں آنے والوں کی تعداد بھی بڑھے گی اور ان کو پتا ہوگا کہ اب ہم نے کہاں مدد کے لئے پہنچنا ہے۔

تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس طریق پر اس چھوٹی سی لائبریری کو خدا تعالیٰ برکت دینے لگ جائے گا اور ابتدا میں بڑی بڑی لائبریریاں نہ بنائیں یہ میں سمجھا رہا ہوں آپ کو۔ بنانی ضرور ہے مگر چھوٹی بنائیں کیونکہ مجھے پتا ہے، مجھے سالہا سال کا تجربہ ہے کہ جہاں بھی ان باتوں کو نظر انداز کر کے بوجھ توفیق سے بڑھا وہیں نظام ٹوٹ گیا اور اکثر یہ ٹوٹے بکھرے ہوئے نظام پھر بعد میں دکھائی دیتے ہیں۔ ہم نے فلاں جگہ بھی کام شروع کیا تھا کچھ فائدہ نہیں ہوا، فلاں جماعت نے کام شروع کیا تھا اب نہیں رہا۔ مگر اگر خدا تعالیٰ کے نظام کو آپ پکڑیں گے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ کام اپنے آپ کو آگے نہ بڑھائے۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے کوئی تاجر چھوٹی سی پھیری سے کام لیتا ہے مگر توفیق کے مطابق، توفیق سے بڑھ کر نہیں اٹھاتا مگر جو اٹھاتا ہے وہ اپنے لئے اور سامان پیدا کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ چھوٹی سی پھیری ایک چھوٹی سی دکان میں بدل جاتی ہے، چھوٹی سی دکان بڑے کاروبار بننے لگ جاتی ہے۔ مگر وہ جاہل جو قرضے لے لے کر شروع میں بڑی دکان کی بات کرتے ہیں میں نے تو اکثر ان کی عمریں گلتی دیکھی ہیں کہ وہ پھر جائیدادیں بھی بیچیں تو قرضے نہیں اترتے۔ تو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا کا ایک یہ بھی مضمون ہے جو آپ سب کو سمجھنا چاہئے کہ خزائن جو آپ بانٹ رہے ہیں ان خزائن میں دنیا کے خزائن بھی ہیں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے۔ آپ اپنی معیشت کا اتنا بوجھ اٹھائیں خواہ وہ تھوڑا ہو مگر ہو اتنا جو اٹھا سکتے ہوں اور یاد رکھیں کہ اگر خدا کے حکم کے مطابق آپ نے ایسا کیا ہو تو اللہ تعالیٰ وسعت کو ضرور بڑھایا کرتا ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ نہ بڑھائے اور جو محض اللہ کی خاطر کرتا ہے اس کو غیبی مدد بھی ملتی ہے دیکھتے دیکھتے برکتیں ملنی شروع ہو جاتی ہیں مگر دل صاف اور پاک ہونا چاہئے۔ اگر نیت میں کہیں گند آ گیا تو پھر وہ گند آخر تک ساتھ چلے گا آپ کے کسی کام میں برکت نہیں رہنے دے گا۔

پس تبلیغ کی طرف توجہ میں جو ایک اور نکتہ آپ کو سمجھانے والا تھا وہ یہی تھا مگر اس کے بہت سے پہلو ہیں جن پر مزید روشنی ڈالنی ہوگی۔ اگر خدا نے توفیق دی تو اس سفر کے درمیان خطبات میں یا

پھر بعد میں واپس آ کر انشاء اللہ اس مضمون کو میں پھر پکڑوں گا۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں یہ یاد دلاتے ہوئے کہ اپنے لئے دعائیں ضرور کریں۔ دعاؤں سے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں کوئی مشکل نہیں رہتی۔ بسا اوقات انسان بڑی مصیبت میں مبتلا بیٹھا ہوتا ہے کہ اس کا حل نظر نہیں آ رہا، اس کا حل نظر نہیں آ رہا۔ اگر واقعۃً توجہ خدا کی طرف ہو اور دعا کی طرف مائل ہو تو ساری مشکلیں دیکھتے دیکھتے آسان ہو جاتی ہیں۔ پتا ہی نہیں لگتا کہ یہ مشکلیں گئی کہاں اور اگر خدا کی طرف توجہ نہ ہو تو جو آسان کام ہیں وہ بھی مشکل ہوتے چلے جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ:

؎ قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے

بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے (درثمین اردو: 162)

اگر دعا کریں گے تو بسا اوقات اللہ کے فضل سے بھاری اکثریت میں آپ دیکھیں گے کہ ٹوٹے کام بن جائیں گے اور اگر دعا سے احتراز کریں گے تو:

’’بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے‘‘